(۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلیم "مختار کُل" ہیں یا نہیں........؟؟

[DifaAhleSunnat.com]

مختار کل صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے

مختار کُل

آنحضرت ﷺ کے لئے خدائی صفات (علم غیب، حاضر وناظر) ثابت کرنے کا صاف صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپکو خدائی اختیارات میں بھی حصہ دار ٹھہرایا جائے۔ بعضے حضرات کا عقیدہ ہی کہ اس کارخانہءعالم کے متصرف ومختار آنحضرت ﷺ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپکو تمام اختیارات عطا کردیئے ہیں۔ کلامِ پاک احادیثِ نبوی ﷺ اور عقائد اہلسنت میں اس عقیدے کی کوئی گنجائش نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کے کُل یا بعض اختیارات آنحضرت ﷺ یا کسی اور کو دیئے ہیں ہم اس موقع پر سب سے پہلے بذاتِ خود حصرت محمد ﷺ کا عقیدہ بیان کرینگے۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حضور ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا:

”اے لڑکے! تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر اللہ جل شانہ تیری حفاظت کرے گا اور تو اسکو اپنے سامنے پایئگا اور جب کچھ مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ، اور جب مدد کی ضرورت ہو تو اللہ سے مدد طلب کر۔ اور یقین رکھ ساری دنیا تجھے کوئی نقصان پہنچانے پر جمع ہو جائے تو کوئی نقصان نہیں دے سکتا سوائے اسکے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے۔ اور اگر ساری دنیا تجھے کوئی

نفع پہنچانے پر جمع ہو جائے تو کوئی نفع نہیں دے سکتا سوائے اسکے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے"۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۴۵۳)

آنحضرت ﷺ کی حدیث مبارکہ ہمیں کیا ہدایت و رہنمائی دے رہی ہے اور ادھر ہمارے گمراہ و بدعقیدہ قوالچی حضرات کی بکواس سنئیے جو منہ میں پان ٹھونس کر ڈھولک کی تھاپ پر مست ہو کر چند ٹکوں کی خاطر اپنے ایمان کا سودا کیئے بیٹھے ہیں۔

تم زمانے کے مختار ہو یا نبی
بے کسوں کے مددگار ہو یا نبی...(ﷺ)

بطور مثال یہ تو صرف ایک ہی قوالی کا مصرع موقع محل کی مناسبت سے نقل کیا ہے جو شاید بہت سوں نے سنا بھی نہ ہو۔ ورنہ ان گمراہ و بدعقیدہ قوالیوں نے عقائد کا جسقدر ستیاناس کیا ہے کسی اور نے نہ کیا ہو گا اور بعض تو اس سے بھی دو ہاتھ آگے بڑھ کر کہتے ہیں کہ زمین پر اللہ کی مخلوق بھی داتا، دستگیر، مشکل کشا، حاجت روا، غوث الاعظم، غریب نواز، گنج بخش، قسمتوں کے بنانے اور بگاڑنے والے، جھولیاں بھر بھر کر دینے والے ہیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے:

وھوالذی فی السمآئِ الہ ؕ وفی الارض الہ وھوالحکیم العلیم۔ (الزخرف: آیت ۸۴)	اور وہی اللہ ہے آسمانوں میں معبود اور (وہی) زمین میں معبود ہے اور وہ دانا اور علم والا ہے۔

پھر دوسری جگہ اور وضاحت سے فرمایا کہ جس طرح عبادت صرف اسی ایک اللہ کی ہے استعانت کے لئے بھی اسی کو پکارو۔

ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک فان فعلت فانک اذًا من الظلمین۔ وان یمسسک اللہ بضرٍ فلا کاشف لہ الا ھو وان یردک بخیر فلا رآد لفضلہ یصیب بہ من یشآئُ من عبادہ وھو الغفور الرحیم۔ (یونس: آیت ۱۰۷)	اور نہ پکار اللہ کے سوا ایسے کو کہ جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ برا، پھر اگر تو ایسا کرے تو تو اس وقت ظالموں میں سے ہو گا۔ اور اگر اللہ تجھکو کوئی تکلیف پہنچا دے تو کوئی ہٹانیوالا نہیں سوائے اسکے۔ اور اگر تجھکو کوئی بھلائی پہنچانا چاہے تو کوئی اسکے فضل کو پھیر نہیں سکتا۔ جس پر چاہے اپنا فضل کرے اپنے بندوں میں وہی بخشنے والا مہربان ہے۔

"مختار کُل" سے مراد ایسی ہستی ہے جو بااختیار ہونیکے ساتھ ساتھ ہر شئے پر تصرف کا حق بھی رکھے۔ اسکے اوپر کسی کی حاکمیت کو تسلیم نہ کیا جائے جبکہ آنحضرت ﷺ کا معاملہ قطعًا ایسا نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو حکم دیتے ہیں کہ ان سے کہو اعمال صالحہ تو کجا میرا تو جینا و مرنا بھی سارے عالم کے پالنہار رب کے حکم کے تابع ہے:

قل انَّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ ربّ العالمین۔ (الانعام: آیت ۱۶۲)	اے محمد (ﷺ) آپ کہہ دیجئیے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔

جنگ بدر کے موقع پر حضور اقدس ﷺ نے اللہ کے حکم سے ہاتھ میں خاک بھر کر کفار کی طرف پھینکی جسکے ریزے معجزاتی طور پر سبکی آنکھوں میں جا گرے جو انکی وجہ شکست بنی اس مالک و مختار ذات نے اس واقعے پر بھی وضاحت ضروری سمجھی کہ کہیں کم فہم لوگ اس معجزے کی بناء پر آپ ﷺ کو مختار کل نہ سمجھ بیٹھیں۔

وما رمیتَ اذ رمیت و لکن اللہ رمیٰ...(الآیہ) (الانفال: آیت ۱۷)	اور آپ (ﷺ) نے (خاک بھری مٹھی) نہیں پھینکی جسوقت آپ نے پھینکی تھی لیکن (در حقیقت) اللہ نے پھینکی۔

اللہ فرماتے ہیں کہ خدا کے علاوہ تم جن کو پکارتے ہو (جیسے ہمارے جہلاء جئیے شاہ، دم بہاول حق، دم دستگیر، یا علی مدد، یا غوث الاعظم مدد وغیرہ کے نعرے کستے ہیں) وہ مسکین خود مختار شہنشاہ تو کیا ہوتے کھجور کی گھٹلی پر جو باریک سی جھلی ہوتی ہے اسکے بھی مالک نہیں۔

ذالکم اللہ ربکم لہ الملک والذین تدعون من دونہ ما یملکون من قطمیر o ط وان تدعو ھم لایسمعوا دعاء کم...(الآیہ) (فاطر: آیت ۱۴)	یہ اللہ ہے تمہارا رب اسی کے لئے ہے بادشاہی اور جنکو تم اسکے علاوہ پکارتے ہو وہ کھجور کی گھٹلی کے باریک چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اور اگر تم پکارو انکو نہ سُنیں تمہاری پکار۔

آگے اللہ پاک اپنے وسیع علم کے بیان کے ساتھ ساتھ دنیاوی معبودانِ باطلہ کے بے بس ہونے کو بھی بیان فرمارہے ہیں:

یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور۔ واللہ یقضی بالحق۔ والذین یدعون من دونہ لا یقضون بشیئٍ وان اللہ ھو السمیع البصیر۔ (المؤمن: آیت ۲۰)	وہ (اللہ) جانتا ہے نگاہوں کی چوری اور جو کچھ چھپا ہوا ہے سینوں میں اور اللہ ٹھیک فیصلہ کر دیگا انصاف کے ساتھ۔ اور خدا کے سوا جن لوگوں کو یہ پکارتے ہیں وہ کسی طرح بھی فیصلہ نہیں کر سکتے (کیونکہ) اللہ ہی سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

پیران پیر (سیدی و مرشدی) حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ "الفتح الربانی" کی مجلس نمبر ۱۶ میں فرماتے ہیں:

"بیشک مخلوق عاجز اور عدم محض ہے نہ ہلاکت انکے ہاتھ میں ہے اور نہ ملک، نہ مالداری انکے قبضے میں ہے نہ فقر، نہ نقصان انکے ہاتھ میں ہے نہ نفع۔ نہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ملک انکے پاس ہے اور نہ اسکے سوا کوئی قادر۔ نہ اسکے سوا کوئی دینے والا ہے نہ روکنے والا۔ نہ کوئی زندگی دینے والا ہے اور نہ موت"۔

حق تعالیٰ شانہ انبیاء کرام کے ہاتھ پر بطور معجزہ اور اولیاء اللہ کے ہاتھ پر بطور کرامت جو چیز

ظاہر فرماتے ہیں وہ براہِ راست اللہ تعالیٰ کا فعل ہے معجزہ یا کرامت دیکھ کر انکو خدائی میں شریک اور کائنات کا مالک و مختار سمجھ لینا حماقت کے سوا کچھ نہیں اور یہی حماقت عیسائیوں سے ہوئی جب انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات (مثلاً مردوں وغیرہ کو زندہ کرنا) سے دھوکہ کھایا اور انکی عقیدت میں اسقدر غلو اختیار کیا کہ اصل دین و شرع کی مخالفت پر اتر آئے حالانکہ اگر ان الفاظ ہی پر غور کیا جائے کہ جن سے مردہ زندہ کیا جارہا تو کوئی وجہ نہیں انسان گمراہ ہو۔ قم باذن للہ (کھڑا ہو جا اللہ کے حکم سے) بہر کیف اللہ پاک ان بیوقوفوں کی بات نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ وما من الٰہ الآ الٰہٌ واحدٌ۔...(الآیہ) (المائدہ: آیت ۷۳)	بیشک کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ تین میں کا ایک ہے حالانکہ کوئی معبود نہیں سوائے ایک معبود کے۔

یہ بات اس علیم بذات الصدور (دلوں کے بھید جاننے والے) مالک کے علم میں تھی کہ جس طرح سابقہ انبیاء کی قوموں نے اپنے نبیوں کو پوجا پاٹ کا مسکن بنا کر حد سے زیادہ غلو اختیار کر لیا تھا ایسے ناواقف لوگ امت محمدیہ ﷺ میں بھی پیدا ہونگے لہٰذا اپنے کلامِ پاک

میں تا قیامت کے لئے یہ مسئلہ واضح فرما کر حجت تام فرمادی کہ اسے پڑھو اور اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہو۔

قل لآ املک للنفسی نفعًا وّلا ضرًّا الّا ماشآء اللہ۔ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر۔ وما مسّنی السّوئُ (الآیہ) (الاعراف: آیت ۱۸۸)	اے محمد (ﷺ) آپ کہہ دیجئیے کہ میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے اور برے کا اور اگر میں جان لیتا غیب کی باتیں تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کرلیتا۔ اور مجھ کو کبھی برائی نہ پہنچتی۔ (مثلاً احد وغیر میں)

پھر دوسری آیت میں تو اللہ تعالیٰ نے اور زیادہ وضاحت سے تمام اختیارات کا مرکز اپنی ذاتِ وحدہ لاشریک کو ٹھہرایا ہے سنئیے:

ان الذین تدعون من دون اللہ عبادٌ امثالکم فادعوھم فلیستجیبوا لکم ان کنتم صادقین... (الآیہ) (الاعراف: آیت ۱۹۴)	بیشک جنکو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ بندے ہیں تم جیسے انکو کیا قدرت کہ کسی کی حاجت ومراد پوری کرسکیں۔

اور سوچنے کی بات یہ ہیکہ اگر رسول پاک ﷺ کو مختار کل قرار دے دیا جائے تو آپ ﷺ پر الزام آئے گا کہ اپنے چچا کو ہدایت کیونکر نہ دی...؟ جبکہ آپ ﷺ کی دلی خواہش وسعی مسلسل کے باوجود ابو طالب ایمان نہ لاسکے تو آپ ﷺ کو شدید رنج پہنچا اللہ نے آپ کو ان الفاظ میں تسلی دی:

انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشآئُ۔ وھو اعلم بالمھتدین۔ (القصص: آیت ۵۶)	بیشک آپ (ﷺ) جسے چاہیں ہدایت پر نہیں لاسکتے مگر جسکو اللہ چاہے ہدایت پر لاتا ہے۔ اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آئینگے۔

پھر دوسری جگہ مکرر فرمادیا:

لیس علیک ھُدھم ولٰکن اللہ یھدی من یشآئُ۔...(الآیہ) (البقرہ: آیت ۲۷۲)	آپ (ﷺ) کا ذمہ نہیں انکو ہدایت پر لانا لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت پر لاتا ہے۔

اسی بابت حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ اگر ہدایت آپؐ کے ہاتھ میں ہوتی تو سب سے پہلے قریش والوں کا نمبر ہی آتا مجھ جیسے حبشی کو کون پوچھتا...؟ اور نجانے کب پوچھتا۔

ایک مترتبہ رسول ﷺ بعض روسائے مشرکین (ابو جہل، عتبہ، ابی بن خلف وغیرہ) کو سمجھا رہے تھے کہ اتنے میں عبد اللہ ابن مکتوم نابینا صحابی حاضر خدمت ہوئے، نابینا ہونے کے سبب یہ تو معلوم نہ ہو سکا کہ آپ ﷺ کسی دوسرے سے ہمکلام ہیں آپ ﷺ کو بار بار آواز دینی شروع کر دی۔ رسول اللہ ﷺ کو اس موقع پر عبد اللہ ابن مکتومؓ کا اسطرح خطاب کرنا ناگوار گزرا اور آپ نے انکی طرف التفات نہ کیا، جس پر وحی نازل ہوئے اسمیں بھی آپ ﷺ کی ذات سے علم الغیب اور مختار کل ہونکی یکسر نفی ہے۔

وما یدریک لعلہ یزکی ٥ اویذکرو فتنفعہ الذکریٰ ٥ اما من استغنیٰ فانت لہ تصدیٰ وما علیک الایزکیٰ - (عبس: آیت ٧)	اور آپ (ﷺ) کو کیا خبر ہے شاید کہ وہ سنور تا یا سوچتا تو کام آتا اسکے سمجھانا، البتہ جو پروا نہیں کرتا سو آپ (ﷺ) اسکی فکر میں ہیں۔ (حالانکہ) آپ پر کچھ الزام نہیں کہ وہ درست نہ ہو۔

ثابت ہوا کہ انبیاء کرام مختارِ کُل نہیں بلکہ وہ ہر امر میں مشیتِ ایزدی کے تابع ہوا کرتے ہیں۔ ذرا سنئیے اللہ پاک نوح علیہ السلام کی زبانی اصلاح عقائد کی دعوت دے رہا ہے اس سے زیادہ وضاحت اور کیا ہو گی...؟

ولآ اقول لکم عندی خزآئنُ اللہ...(الآیہ) (ھود: آیت ۳۱)	اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔

پھر فرمایا کہ اے لوگو جو کچھ مانگنا ہے مجھ سے مانگو میں عطا کرنے والا ہوں۔

یسئلہ من فی السمٰوٰت والارض...(الآیہ) (الرحمن: آیت ۳۰)	اسی سے (اپنی اپنی حاجتیں) سب آسمان اور زمین والے مانگتے ہیں۔

ویسے کس قدر مضحکہ خیر بات ہیکہ انبیاءواولیاء اللہ تو تمام عمر اللہ سے مانگتے رہے اور لوگوں کا تعلق بھی اللہ سے جوڑا۔ اب انکی وفات کے بعد ہم نے انھی کو اپنا "قبلہ" بنالیا۔ اس جہل کی

کوئی انتہا ہے...؟ جبکہ اللہ بار بار اعلان فرما رہا ہیکہ میں ہی قادر مطلق، مختار کُل، زمانے کا پالنہار، امرِ کُن سے آسمان و زمین کا نظام چلاتا ہوں سو میری طرف متوجہ ہو جاؤ۔

قل ارئیتم ان اصبح مآئُکم غورًا افمن یاتیکم بمآئٍ معین۔ (الملک: آیت ۳۰)	آپ (ﷺ) کہہ دیجئیے کہ اچھا یہ بتلاؤ تمہارا پانی (جو کنوؤں اور چشموں میں ہے) نیچے کو اتر کر غائب ہو جائے سو وہ کون ہے جو تمہارے کنوؤں کے سُوت جاری کر دے۔

آگے اللہ بلا شرکت غیرے اپنی حاکمیت و ملوکانہ شان کو بیان فرماتا ہے۔

قل ارئیتم ان جعل اللہ علیکم الیل سرمدًا الی یوم القیامۃ من الہٌ غیر اللہ یاتیکم بضیآئٍ افلا تسمعون۔ (القصص: آیت ۷۱)	آپ (ﷺ) ان لوگوں سے) کہیے کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کیلیئے تا قیامت رات ہی رہنے دے تو اللہ کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لیے روشنی کو لے آئے۔ تو کیا تم (واضح دلائل توحید) سنتے نہیں۔

قل ارئیتم ان جعل اللہ علیکم النہار سرمداً الی یوم القیامۃ من الہ غیر اللہ یاتیکم بلیلٍ تسکنون فیہ افلا تبصرون۔ (القصص: آیت ۷۲)	آپ (ﷺ) کہیے کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت دن ہی رہنے دے تو اللہ کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لیے رات کو لے آئے جسمیں تم آرام پاؤ۔ کیا تم (مشاہدہ قدرت) دیکھتے نہیں۔

اسکے **بعد** اللہ پاک نے مشرکین مکّہ، منکرین معاد اور مخالفین حق کا عقیدہ نقل کر کے تا قیامت ہم پر حجت تام فرمادی کہ جب ضرورت پڑے اپنے عقیدے سے انکے عقیدے کا موازنہ کرلینا۔ ہرچند کہ الحمد للہ ہم تو مسلمان ہیں باشعور معاشرے میں آنکھ کھولی ہے لیکن نجانے دو سو سال تک ہندوؤں کے ساتھ میل جول نے ہمارے ذہنوں پر کیا اثر ڈالا ہیکہ حق و باطل کو پرکھنے کی صلاحیت بھی مفقود ہو گئی ہے اور ہم بھی بھیڑ چال کی جہالت میں تقلید محض کے غلام ہو کر رہ گئے ہیں۔ بلکہ یوں کہیں تو بیجا نہ ہو گا کہ ہندو معاشرے سے شدید اختلاط کی بناء پر انکے رسوم اور رواج کے جراثیم ہمارے معاشرے میں بھی سرائیت کر گئے

ہیں۔ جب انہیں قرآن وحدیث کی طرف بلایا جاتا ہے تو حیرت سے کہتے ہیں مولانا تم تو نئی بات لائے ہو کیا ہمارے بڑے بیوقوف تھے جو انکی سمجھ میں یہ نکتہ نہ آیا...؟

واذا قیل لھم اتبعوا ماانزل اللہ قالوا بل نتبع ماالفینا علیہ اٰبآءنا۔ اولو کان اٰبآئُ ھم لایعقلون شیئًا ولا یھتدون۔ (البقرہ: آیت ۱۷۰)	اور جب ان سے کہا جاتا ہیکہ جو حکم اللہ نے نازل فرمایا ہے اسکی تابعداری کرو تو کہتے ہیں ہر گز نہیں ہم تو اسکی تابعداری کرینگے جس پر اپنے باپ، دادوں کو پایا تھا۔ بھلا اگرچہ انکے باپ دادے ذرا عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ جانتے ہوں سیدھی راہ۔

ہاں تو بات ہو رہی تھی مشرکین کے عقیدے کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ سے فرمایا:

ولئن سالتھم من خلق السمٰوات والارض لیقولن اللہ...(الآیہ) (لقمان: آیت ۲۵)	اور اگر آپ (ﷺ) ان سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دینگے کہ اللہ نے۔

اللہ پاک فرماتا ہے کہ پکارنا اسی کو چاہئیے جو ہر قسم کے نفع وضرر کا مالک ہے ایک عاجز کو پکارنے سے کیا حاصل...؟

لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دونہ لایستجیبون لھم بشیئٍ الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وماھو ببالغہ۔ وما دُعآئُ الکافرین الا فی ضلٰلٍ۔ (الرعد: آیت ۱۴)	اسی (اللہ) کا پکارنا سچ ہے اور جن لوگوں کو پکارتے ہیں اسکے سوا وہ انکے کچھ بھی کام نہیں آتے مگر جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آپہنچے اسکے منہ تک اور وہ کبھی نہ پہنچے گا اس تک اور کافروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی ہے۔

انسانی ہلاکت کا سب سے بڑا محرّک عنصر یہ ہیکہ وہ کج روش ہوتے ہوئے بھی خود کو قوم کا مصلح سمجھے ایسے شخص کو ہدایت نہیں ملا کرتی کیونکہ اسکو سیدھے راستے کی جستجو ہی نہیں کہ اپنے زعم فاسد میں وہ خود ہدایت یافتہ ہے۔(پھر توبہ کی توفیق کیونکر نصیب ہو....؟) قریب قریب یہی حال ان لوگوں کا ہے ایک گناہ تو یہ کہ ناحق اللہ کے سفارشی بناتے ہیں پھر اس پر ڈھٹائی یہ کہ "اللہ ہماری سُنتا نہیں اور انکی ٹالتا نہیں"

سبحان اللہ کیا کہنے ہیں۔ ایک تو کریلا پھر نیم چڑھا۔ بعینہ یہی عقیدہ مشرکین مکّہ کا تھا جو اللہ نے نقل کر کے ہمیں غور و فکر کی دعوت دی ہے۔

والذین اتخذوا من دونہ اولیآء مانعبدھم الالیقربونآالیٰ اللہ زلفیٰ...(الآیہ) (الزمر: آیت ۳)	جنہوں نے بنا رکھے ہیں اللہ کے علاوہ حمایتی کہ ہم تو انکو اس واسطے پوجتے ہیں کہ یہ ہمکو اللہ کے قریبی درجے میں پہنچادیں گے۔

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اسقدر واضح آیات کریمہ کے ہوتے ہوئے بھی ہمارے مسلمان بھائیوں کی غیرت کیونکر گوارا کرلیتی ہیکہ اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کے در پر سجدہ ریزی کی جائے۔ اللہ فرماتا ہے:

وللہ الاسمآئُ الحسنیٰ فادعوہ بھا...(الآیہ) (الاعراف: آیت ۱۸۰)	اور اللہ کے لئے ہیں سب اچھے نام۔ سو پکارو وہی نام کہہ کر۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ میرے ساتھ جیسا عقیدہ رکھتا ہے میں بھی اسکے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرتا ہوں جب وہ مجھ سے دعا مانگتا ہے میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں۔(مسند احمد) پھر فرمایا:

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداعِ اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلھم یرشدون۔ (البقرہ: آیت ۱۸۶)	جب میرے بندے آپ (ﷺ) سے میرے بارے میں سوال کریں تو کہہ دیجئیے کہ میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے میں قبول کرتا ہوں پس لوگوں کو چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں یہی انکی بھلائی کا باعث ہے۔

ذرا عقل سے سوچیں کہ ایک ایسا دربار جسمیں ہر شخص ہر آن، ہر لمحے اپنی درخواست پیش کر سکتا ہو۔ جہاں ہر درخواست پر فوری کارروائی ہو۔ جو ہر ضرورت کو پورا کرنے اور ہر شخص کی ساری مرادیں برلانے کی پوری پوری قدرت رکھتا ہو۔ پھر رحیم و شفیق بھی ایسا کہ خود مانگنے والوں کا منتظر ہو۔ مانگو تو خوش نہ مانگنے والوں سے ناراض ہوئے۔ ایسی بارگاہ کو چھوڑ کر دربدر کی ٹھوکریں کھاتے پھرنا عقل و دانش کی بات ہے یا حماقت و جہالت کی...؟

یہ طے شدہ بات ہیکہ اولیاء اللہ کسی غیر موجود کو وجود عطا کرنے اور کسی موجود کو معدوم کر دینے پر قادر نہیں۔ پس وجود دینے نہ دینے رزق یا اولاد دینے اور مصیبت و بیماری ہٹانے وعیرہ کی نسبت انکی طرف کرنا صریح کفر ہے کیونکہ یہ تصور سرے سے غلط ہیکہ مخلوق اپنے خالقِ حقیقی کے سامنے عرضیاں پیش کرنیکی بجائے اسکے کسی نائب یا وزیر کے آگے پیش کرے جو اسے لیجا کر اللہ کے آگے پیش کرے۔ اللہ نے فرمایا:

ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لایسجیب لہ الٰی یوم القیامۃ وھم عن دعآئھم غافلون۔ (الاحقاف: آیت ۵)	اور اس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہو گا جو خدا کو چھوڑ کر ایسے معبود کو پکارے جو قیامت تک بھی اسکا جواب نہ دے اور انکو تو انکے پکارنے کی خبر بھی نہ ہو۔

اللہ کے کسی غیر سے دعائیں کرنا اس لئے بھی ممنوع و شنیع ہیکہ دعا اعلیٰ ترین عبادت ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف (ص ۱۹۴) میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل ہے:

الدعا ھو العبادۃ ثمر قراء "و قال ربکم الدعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سید خلون جہنم داخراین۔" (المومن: آیت ٦٠)	دعا ہی اصل عبادت ہے۔ یہ ارشاد فرما کر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی، "اور تمہارے رب نے فرمایا کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری دعائیں سنوں گا۔ بیشک جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے"۔

اسی بناء پر قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتیؒ نے فرمایا کہ جہلاء جو یہ کہتے ہیں کہ یا شیخ عبد القادر جیلانیؒ شیئًا للہ جائز نہیں بلکہ صریح شرک و کفر ہے کیونکہ اللہ پاک فرماتا ہے:

نحن اقربُ الیہ من حبل الورید۔ (سورۃ ق: آیت ۱۶)	اور ہم اس (انسان) سے نزدیک ہیں دھڑکتی رگ سے زیادہ قریب۔

بہر حال یہاں تک تو اتنا ثابت ہوا کہ جو بزرگ فوت ہو چکے ہیں انکی خدمت میں عرض کرنا کہ وہ ہمارے لیے دعا کریں ایک مشتبہ سی بات ہے کیونکہ جب ہمارے لیے حق تعالیٰ سے دعائیں مانگنے کا راستہ کھلا ہے اور اس کریم ذات نے ہماری دعاؤں اور التجاؤں کو قبول کرنیکا قطعی وعدہ بھی کیا ہوا ہے تو ایسے واضح اور صاف راستے کو چھوڑ کر خواہ مخواہ کجی تلاش کرنا، (جسکے جواز وعدم جواز میں بھی کلام ہو) کسی طور پر بھی مستحسن نہیں۔

شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

”مُردوں سے مدد طلب کرنا خواہ انکی قبروں پر جا کر کیجائے یا غائبانہ بلاشبہ بدعت ہے صحابہؓ وتابعینؒ کے زمانے میں یہ معمول نہ تھا“ (فتاویٰ عزیزی، ص ۸۹)

اب ذرا معاشرہ انسانی پر ایک طائرانہ نظر ڈالیئے:

بعض لوگ دنیا میں بتوں کے پجاری ہیں، بعض آگ و پانی کے، بعض اولیاء، انبیاء یا فرشتوں وغیرہ کے، اللہ پاک سب کی بہ یک جنبش قلم نفی فرمارہے ہیں معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایک بھی ان میں سے مستقل قدرت و اختیار رکھتا تو اللہ سبکی نفی ایک ساتھ نہ فرماتا ملاحظہ فرمایئے:

مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیآء کمثل العنکبوت اتخذت بیتًا وان اوھن البیوتِ بیتُ العنکبوت لو کانوا یعلمون۔ ان اللہ یعلم مایدعون من دونہ من شیئٍ...(الآیہ) (العنکبوت: آیت ۴۲)	مثال ان لوگوں کی جنہوں نے بنائے اللہ کے علاوہ اور حمایتی جیسے مکڑی۔ بنالیا اس نے ایک گھر اور تمام گھروں میں بیکار مکڑی ہی کا گھر ہے اگر انکو سمجھ ہوتی۔ اللہ جانتا ہے جس جس کو وہ پکارتے ہیں اسکے علاوہ کوئی چیز (تو) ہو۔

قرآن کریم کی دعوت کا سب سے اہم ترین موضوع، اور انبیاء کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد حق تعالیٰ کی توحیدِ ذات، توحید صفات اور توحید افعال ہے۔ یہی وجہ ہیکہ کلام پاک نے حق تعالیٰ شانہ کی الوہیت کے جو دلائل بار بار مختلف پیرایوں میں بیان فرمائے ہیں ان میں سب سے واضح دلیل یہی ہیکہ بتاؤ...! کائنات میں متصرف کون ہے...؟ رزق کون دیتا ہے...؟ موت

وحیات اور صحت ومرض کس کے قبضے میں ہیں...؟ نفع ونقصان کامالک کون ہے...؟ وغیرہ ذالک ظاہر ہے ان چیزوں کو اگر دوسروں کے لئے ثابت کیا جائے تو قرآن پاک کا تقریباً ایک تہائی حصہ باطل ہو کر رہ جاتا ہے۔ فرمایا:

اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکائکم من یفعل من ذالکم من شیئٍ سبحٰنہ وتعالیٰ عما یشرکون۔ (الروم: آیت ۴۰)	اللہ وہی ہے جس نے تمکو بنایا پھر روزی دی پھر تمکو مارتا ہے پھر تمکو اٹھائیگا۔ (کیا) کوئی ہے تمہارے شریکوں میں سے جو ان سب کاموں میں سے ایک (بھی) کر سکے۔ پاک ہے وہ اور بلند تر ہے اس سے جو یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔

پھر دوسری جگہ فرمایا کہ رزق بھی اسی رزاق سے طلب کرو عبادت بھی خالصتاً اسی کی کرو اور قولی وفعلی ہر طرح سے شکر بھی اسی کا بجالاؤ کیونکہ تمہیں ایک نہ ایک دن اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

ان الذین تعبدون من دون اللہ لایملکون لکم رزقًافابتغوا عند اللہ الرزق واعبدوہ واشکروالہ الیہ ترجعون۔ (العنکبوت: آیت ۱۷)	بیشک جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوائے وہ مالک نہیں تمہاری روزی کے سو تم ڈھونڈو اللہ کے یہاں روزی۔ اور اسی کی بندگی کرو اور اسکا حق مانو اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

اگلی آیتیں دیکھیئے کس شان سے اللہ پاک اپنی حاکمیت اعلیٰ اور قادر مطلق ذات، مختار کُل ہونے اور لاثانی ولافانی شہنشاہیت کو بیان فرماتا ہے:

قل ان الامر کلہ للہ...الآیہ) (آل عمران: آیت ۱۵۴)	آپ (ﷺ) کہہ دیجئیے کہ کام تو سب کا سب اللہ کے اختیار میں ہے۔

والیہ یرجع الامر کلہ فاعبدہ وتوکل علیہ...(الآیہ) (ہود: آیت ۱۲۳)	اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے سو اسی کی بندگی کر اور اسی پر بھروسہ رکھ۔
قل کل من عند اللہ...(الآیہ) (النسآء: آیت ۷۸)	آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔
الالہٗ الحکم وھواسرعُ الحاسبین o ط (الانعام: آیت ٦٢)	خوب سن لو حکم اسی (اللہ) کا ہے اور وہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اسکے بعد اللہ پاک اپنے بے مثال کمال علمی کو بھی ثابت کرتے ہیں اور کمال قدرت بھی اور یہ بھی کہ مُحیط اور قدرت مطلقہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو کسی اور کو حاصل نہیں۔

وانن من شئٍ الا عندنا خزآئنہ ٗ وما ننزلہ آلابقدر معلوم o (الحجر: آیت ۲۱)	ہمارے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں مگر ہم ہر چیز کو ایک خاص اندازے سے نازل کرتے ہیں۔

اب ہم دو عقلیں دلیلیں پیش کرینگے کہ اللہ کے نائب یا وزیر تلاش کرنا کیوں منع ہے۔

؎شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات

(1) خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالیٰ کو دنیا کے شاہی درباروں پر قیاس نہ کیا جائے۔

وجہ یہ ہیکہ:

بادشاہ ورعایا کے درمیان واسطوں کی ضرورت اس لیے پیش آتی ہیکہ وہ رعایا کی دار و فریاد خود نہیں سن سکتے اگر پانچ آدمی بہ یک وقت صرف ایک ہی زبان میں اپنی اپنی فریاد پیش کریں تو دماغ خراب ہو کر رہ جائے اور نہ ہر شخص براہِ راست اپنی آواز ان تک پہنچا سکتا ہے اسکے برعکس حق تعالیٰ کی شان یہ ہیکہ دنیا کے سارے انسانوں، فرشتوں جنات، حیوانات میں سے ہر ایک کی آواز گویا اس طرح سنتے ہیں کہ باقی ساری کائنات خاموش ہے اور صرف وہی ایک

گفتگو کر رہا ہے چنانچہ حدیث پاک میں وارد ہیکہ سیاہ رات میں، سیاہ پہاڑ پر بھوری چیونٹی چلی جارہی ہو اللہ اسکے چلنے کی آواز بھی سنتے ہیں اور اسکے دل کی دھڑکن کو بھی جانتے ہیں۔

(2) اور نہ ایسا معاملہ ہیکہ اللہ نے کائنات میں تصرف کے کچھ اختیارات نبیوں، ولیوں، اماموں اور شہداء وغیرہ کو عطا ر دیئے ہوں اب وہ ان میں خود مختار ہیں جو چاہیں کریں جسکو چاہیں عطا کریں جس سے چاہیں روک لیں۔

وجہ یہ ہیکہ:

دنیا کے سربراہان مملکت کا اپنے ماتحتوں کو اختیارات دینا انکا عجز و قصور ہے اسکے بغیر نظام مملکت نہیں چل سکتا۔ یہ ہر چھوٹے بڑے کام کو بذات خود کرنے سے قاصر ہیں لہٰذا قدم قدم پر معاونین و مشیران کے محتاج رہتے ہیں۔ اسکے برعکس اللہ تعالیٰ عجز و احتیاجی سے بالکل پاک ہیں اللہ پاک کو کائنات کے ایک ایک ذرے کا علم بھی ہے اور اسپر قدرت بھی کائنات کی کوئی چھوٹی بڑی چیز نہ اسکے حکم قضاء و قدر سے باہر ہے نہ اسکے حکم سے آزاد ہے۔ حق تعالیٰ کا علم، ارادہ، مشیت، قدرت و تکوین زمین و آسمان کی ایک ایک چیز پر حاوی اور ایک ایک ذرے پر محیط ہے درخت کا ایک پتّہ بھی اسکے علم و ارادے اور حکم کے بغیر نہیں ہل سکتا۔

لیکن افسوس آج جب ہم اپنے اطراف میں نظر دوڑاتے ہیں تو روح کانپ سی جاتی ہیکہ یاخدا...!لوگ کسقدر آگے جانکلے ہیں کہ خواہشات نفسانیہ کے مغلوبے کو دین کا نام دے رکھا

ہے انبیاء کرا مکے بارے میں غلط عقائد رکھنا تو در کنار اولیاء اللہ کی قبروں پر ناواقف عوام جس طرح کے اعمال بجالاتے ہیں وہ نا قابل بیان ہیں۔ قبروں پر غلاف، چراغ ان پر سجدہ، طواف، انکو چومنا، ان پر پیشانی وآنکھیں ملنا بمثل حجرِ اسود کے۔ جھک کر منتیں مانگنا اور چڑھاوے چڑھانا حالانکہ اہل سنت والجماعۃ اور ائمہ احناف کی تمام مشہور کتابوں (عالمگیری، قاضی خاں، سراجیہ، در مختار کبیری وغیرہ) میں‌ان تمام امور کو خلافِ سنت وناجائز لکھا ہے۔

دوسرے یہ کہ اپنے ارد گرد پھرتے پیروں، فقیروں، ملنگوں (اگرچہ وہ ننگ دھڑنگ پھرتے ہوں نہ کھانے کا ہوش نہ کپڑوں کا، حرام وحلال اور پاکی وناپاکی کی تمیز تک نہیں نماز تو دور کی بات ہے ہمارے معیار کو پرکھیں کہ ایسا شخص ہمارے نزدیک بڑا "عارف باللہ" ٹھہرتا ہے۔) اور انکے ساتھ ایسی محبت ونیاز مندی ہیکہ کیا کہنے۔

ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادًا یحبونھم کحب اللہ والذین اٰمنوا اشدُّ حبًّا للہ...(الآیہ) (البقرۃ: آیت ۱۶۵)	بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو خدا کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی خدا سے (رکھنے کا حق ہے) ایمان والے (تو) اللہ کی محبت میں سخت تر ہوتے ہیں۔

اور پھر آجکل تو اس مرض نے فیشن کی شکل اختیار کرلی ہیکہ قبریں پختہ کر کے ان پر شاندار روضہ تعمیر کیا جائے گویا کہ جہلاء کا معیار ولایت یہی ہے۔ ایسے بہت سے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ کسی ''تاجر قبر'' نے جھوٹے خواب یا الہام کا حوالہ دیکر کسی جگہ جعلی قبر بناڈالی اور لوگوں نے اسکی پرستش شروع کردی (جُمّن شاہ، کھوتے شاہ، بھلّے شاہ وغیرہ اسکی واضح مثالیں ہیں) ساتھ ساتھ لینڈ مافیا سے لیکر ڈرگ مافیا تک کی چاندی شروع ہوگئی۔ پھر ان جگہوں پر مرد وزن کے آزادانہ اختلاط سے معاشرے میں جو غلاظتیں پھیل رہی ہیں اسکے لئے الگ سے ایک ضخیم کتاب درکار ہے۔ ان پر مجاور بنکر بیٹھنا عین فرمانبرداری وسعادت مندی سمجھا جاتا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا:

''آنحضرت ﷺ نے مجھے اس مہم پر روانہ فرمایا کہ جس تصویر یا مورتی کو دیکھوں اسکو مٹاڈالوں اور جس قبر کو اونچا دیکھوں اسکو برابر کردوں''۔ (مشکوٰۃ شریف: ص۱۴۸)

امام محمدؒ (جو ابو حنیفہؒ کے شاگرد و فقہ حنفی کے مدون ہیں) فرماتے ہیں:

''اور ہم اسکو صحیح نہیں سمجھتے کہ جو مٹی قبر سے نکلے اس سے زیادہ ڈالی جائے اور ہم قبریں پختہ بنانے اور انکی لپائی کو مکروہ جانتے ہیں آنحضرت ﷺ نے قبریں مربع بنانے اور انہیں پختہ

کرنے سے منع فرمایا ہے۔ یہی ابو حنیفہؒ کا ارشاد ہے اسی پر ہم کاربند ہیں"...(کتاب الآثار ص۹٦)

مشرکین مکّہ نے بیت اللہ کے اردگرد جو تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے انکے زعم فاسد میں ہر ایک کی مختلف ڈیوٹی ہوا کرتی تھی مثلاً فلاں بت بارش کے لئے ہے، فلاں روزی دیگا، فلاں خوف دور کریگا اور فلاں اولاد دیگا۔ جسکو جو ضرورت پیش آتی وہ اسی کا چڑھاوا کرتے ہوئے اسکے سامنے منت و عاجزی سے درخواست پیش کرتا تھا۔ اور بڑے فخر سے کہتے کہ اجی بڑا خدا تو موجود ہے ہی مگر انہیں بھی خوش رکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ سفارش کر کے خدا سے ہمارے بگڑے کام بنوائیں گے۔

ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھٰؤلآء شفعاؤنا عند اللہ قل اتنبؤن اللہ بمالا یعلم فی السمٰوات ولافی الارض سبحانہ وتعالیٰ عما یشرکون۔ (یونس: آیت ۱۸)	اور اللہ کے سوا اس چیز کی پرستش کرتے ہیں جو نہ انکو نقصان پہنچا سکے اور نہ نفع۔ اور کہتے ہیں کہ یہ تو ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے نزدیک آپ (ﷺ) کہہ دیجئیے کہ کیا تم اللہ کو (ایسی چیز) بتلاتے ہو جو اسکو معلوم نہیں آسمانوں میں اور نہ زمین میں وہ پاک اور برتر ہے اس سے جسکو تم شریک بناتے ہو۔

اللہ پاک اہلِ مکّہ کو بطور خاص اور تمام جہان والوں کو بطریق عموم خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ قومِ عاد، ثمود و لوط وغیرہ کی بستیوں پر سے تمہارا گزر ہوتا رہتا ہے۔ یہ لوگ بتوں کی پوجا اس لیے کرتے تھے کہ یہ ہمکو آڑے وقت میں کام آئینگے اور رب کے نزدیک بڑے درجات دلائیں گے۔ پھر جب ہماری گرفت آئی تو کیونکر مدد کو نہ پہنچے...؟

فلولا نصرھم الذین اتخذوا من دون اللہ قربانًا الھۃ بل ضلوّا عنھم...(الآیہ) (الاحقاب: آیت ۲۸)	پھر کیوں نہ پہنچی انکو مدد ان لوگوں کی طرف سے جنکو پکڑا تھا اللہ کے علاوہ معبود بڑے درجے پانے کو کوئی نہیں گم ہو گئے ان سے (معبود انکے)

حدیث پاک میں آیا ہے:

ان احب اسمآئکم الیٰ اللہ عبد اللہ عبد الرحمٰن (فتح الباری، کتاب الادب ص ۲۱۰)، (شرح بخاری) بیشک تمہارے ناموں میں اللہ کے نزدیک پسندیدہ ترین نام دو ہیں۔ عبد اللہ (اللہ کا بندہ) اور عبد الرحمن (رحمٰن کا بندہ) یعنی جن میں عبدیت کا اظہار ہو۔

ایک مولانا صاحب کی نظم نظر سے گزری جس کا مصرعہ طرح ہی کچھ یوں تھا:

"ہم ہیں عبد المصطفیٰ تو تجھکو کیا"

سوال یہ پیدا ہوتا ہیکہ "تجھکو کیا...؟" آیا اسکا تخاطب کس سے ہے...؟ یہ مسلکی تضاد تو نہیں کیونکہ اوپر جو حدیث قدسی بیان کی ہے وہ کسی مولوی کی من چاہی بات تو نہیں تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور مخلوق کی سرکشی دیکھئے کہ ببانگ دہل چیلنج کر رہی ہے کہ اگرچہ تو ہمیں اپنا بندہ بنانا چاہتا ہے مگر ہم تیرے "بندے" کے بندے بنیں گے ہر تعلیم یافتہ شخص یہ بات اچھی طرح جانتا ہیکہ ریاست کے اندر نجی ریاست بنانا قانوناً بغاوت کہلاتی ہے۔ یہ اللہ سے ضد و عناد کیسا کہ "کھائیں کسی کا اور گائیں کسی کا"

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرمار ہا ہیکہ تمام مخلوق صرف میری ہی طرف سوالی ہے۔ کوئی نبی، فرشتہ، ولی، پیر فقیر کسی کو کچھ بھی دینے پر قادر نہیں۔ حتیٰ کہ انکی مثال یوں ہے:

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ۔ (الحج: آیت ۷۳)	بے بس ہے مانگنے والا اور جس سے مانگا جا رہا ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

یا ایھا الناس انتم الفقر آء الی اللہ واللہ ھوالغنی الحمید۔ (فاطر: آیت ۱۵)	اے لوگو! تم (سارے) محتاج ہو اللہ کی طرف۔ اور اللہ وہی ہے بے پروا سب تعریفوں والا۔

اسی طرح مسلم شریف، ترمذی و ابن ماجہ میں حدیث قدسی نقل ہیکہ ابو ذر غفاریؓ فرماتے ہیں میرے آقا حصرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے:

یاعبادی کلکم ضال الا من ھدیتہ فاستھدونی اھدکم، یاعبادی کلکم جائعٌ الا من اطعمتہ فاستطعمونی اطعمکم یاعبادی کلکم عارٍ الا من کسوتہ فاستکسونی اکسکم...(الیٰ اخرہ)	اے میرے بندو تم سب کے سب گمراہ ہو مگر جسکو میں نے ہدایت دی ہو تم لوگ مجھ سے ہدایت طلب کرو۔ اے میرے بندو تم سب کے سب بھوکے ہو مگر جسے میں نے سیر کر دیا بس مجھ سے رزق طلب کرو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو تم سب کے سب برہنہ ہو گھر جسے میں نے پہنا دیا بس مجھ ہی سے کپڑے مانگو میں تمہیں پہناؤں گا۔

بیشمار انبیاء کرام کے واقعات قرآن کریم میں مذکور ہیں کہ انہوں نے اللہ سے اولاد طلب کی اور اللہ نے انکی دعا قبول کرتے ہوئے انہیں اولاد سے نوازا مثلاً زکریا علیہ السلام کی دعا ذکر کیئے دیتے ہیں:

قال رب ھب لی من لدنک ذرّیۃ طیبۃ انک سمیع الدعآء۔ (آل عمران: آیت ۳۸)	کہا اے میرے پروردگار! مجھے اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد عطا کر بیشک تو دعا کا سننے والا ہے۔

یہاں ایک دیوانہ وار اٹھکر نعرہ کستا ہے "لے لے ککڑ دے دے پُتر" اور اسپر اتنا پکا اعتقاد ہیکہ بعضے لوگ اولاد بھی لا کر دکھلاتے ہیں "اجی فلاں بابا کی دَین ہے" نہ معلوم قبر کے اندر والے بابا کی کرامت ہے یا باہر بیٹھے مجاور کی "برکت"...؟

ان موٹی عقل والوں سے کوئی یہ پوچھے کہ جس سے پتر مانگا جارہا ہے خود اسے کس ہستی نے پیدا کیا تھا...؟ اللہ فرماتا ہے:

یاآیھاالناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفسٍ واحدۃٍ و خلق منھازو جھاو بثَّ منھمار جالاً کثیر اًوّ نسآئً...(الآیہ) (آل عمران: آیت ۳۸)	لوگو اپنے پرورد گار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک شخص (حضرت آدمؑ) سے پیدا کیا۔ اور اسی سے اسکی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد او عورتیں پھیلا دیں۔

پھر فرمایا:

لِلّٰہ ملک السمٰوات ولارض یخلق مایشآء یھب لمن یشآئُ اناثا و یھب لمن یشآئُ الذکور۔ اویزو جھم ذکرانا واناثا ویجعل من یشآء عقیمًا انہ علیم قدیر۔ (الشوریٰ: آیت ۵۰)	اللہ کا راج ہے آسمانوں اور زمین میں جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ بخشتا ہے جسکو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے جسکو چاہے بیٹے یا انکو دیتا ہے جوڑے بیٹے اور بیٹیاں اور جسکو چاہے بانجھ کر دیتا ہے وہ سب کچھ جانتا اور سب کچھ کر سکتا ہے۔

ایک مستانے کی زبان پر وِرد جاری ہے "معین الدین چشتی، لگادو پار کشتی" تو دوسرا کہہ رہا ہے "دم بہاول حق بیڑا دھک" یعنی انکے خیال فاسد میں کشتیاں معین الدین اور بہاول صاحب قبروں میں بیٹھکر چلارہے ہیں۔ اگر بالفرض محال اس صریح کلمہ شرک کو تسلیم بھی کر لیا

جائے تو بتلائیے کہ نوح علیہ السلام سے لیکر ان بزرگوں کے پیدا ہونے تک کے درمیانی عرصے میں کون کشتیاں پار لگاتا تھا؟ اس قدر واضح سی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ تمام مراسم عبودیت کا سزاوار تو در حقیقت وہی وحدہ لاشریک ہے۔ اب اللہ کا فرمان سنئیے اور گریبانوں میں جھانکئیے بھی کہ ہم تو مشرکین مکہ سے بھی دو ہاتھ آگے جانکلے ہیں۔

الم تر ان الفلک تجری فی البحر بنعمت اللہ لیریکم من ایتہ ط ان فی ذالک لاٰیٰت لکل صباء شکور ہ واذا غشیھم موج کالظلل دعواللہ مخلصین لہ الدین ج فلما نجھم الیٰ لبر فمنھم مقتصد ط (الآیہ) (لقمان: آیت ۳۲)	تو دیکھا نہیں کہ جہاز چلتے ہیں سمندر میں اللہ کی نعمت لیکر تاکہ دکھلائے تم کو اپنی قدرتیں۔ البتہ اس میں ہر تحمل کرنیوالے احسان ماننے والے کیلیئے نشانیاں ہیں۔ اور جب انکے سر پر چڑھ آئے موج جیسے بادل (تو) پکارنے لگیں اللہ کو خالصتاً اسی کی بندگی کیلیئے۔ پھر جب بچادیا انکو خشکی طرف تو کوئی تو ان میں سے میانہ چال چلتا ہے (وراکثر پھر اپنی پرانی روش پر لوٹ جاتے ہیں)

دوسری جگہ فرمایا

فاذاء کبوافی الفلک دعوااللہ مخلصین لہ الدین ج فلما نجٰھم الی البر اذاھم یشرکون o (العنکبوت: آیت 65)	پھر جب سوار ہوئے کشتی میں پکارنے لگے اللہ کو خالص اسی پر اعتقاد رکھکر پھر جب بچالایا (اللہ) انکوزمین کی طرف اس وقت شریک بنانے لگے۔

یعنی انکو مصیبت میں گھرتے ہی اللہ کی ذاتِ برحق نظر تو آجاتی تھی۔

یہ حال تو ہے کٹرترین مشرک کا۔ معلوم ہوا کہ انسانی ضمیر اور فطرت کی اصلی آواز یہی ہے باقی سب بناوٹ اور جھوٹے ڈھکوسلے ہیں۔

اللہ اپنی سنت وعادت بیان فرماتے ہیں کہ ہم انسانوں کی بداعمالیوں اور شرارتوں کی سزا فوراً نہیں دیا کرتے۔ بلکہ جب مصائب وشدائد کی اندھیروں میں پھنس کر تم اسکوعاجزی سے پکارتے ہو اور پختہ وعدہ بھی کرتے ہو کہ اس مصیبت سے نکلنے کے بعد کبھی شرارت نہ کرینگے۔ اور ہمیشہ احسان کو یادرکھیں گے توبسااوقات وہ تمہاری دستگیری کرکے سختیوں سے نجات دیدیتاہے (اور ہم کہتے ہیں اجی دیکھی غوث پاک کی کرامت بارہ سال بعد پانی سے کشتی نکال لائے) پھر تمہاری یہ حالت ہے کہ وعدہ پر قائم نہیں رہتے اور مصیبت سے آزاد ہوتے ہی بغاوت شروع کردیتے ہو۔ (یاعلی مشکل کشا اب تو

دستگیری فرما... العیاذ باللہ) جہاں بلوچستان کی پہاڑی پر گاڑی خراب ہوئی جئے شاہ جبل میں شاہ... استغفر اللہ من ذالک۔

قل من ینجیکم من ظلمات البر والبحر تدعونہ تضر وخفیۃ ج لئن انجٰنا من ھذہٖ لنکونن من الشاکرین o قل اللہ ینجیکم منہا ومن کل کربٍ ثم انتم تشرکون o (الانعام: آیت ٦٤)	آپ (ﷺ) کہئیے کون بچا لاتا ہے جنگل کے اندھیروں سے اور دریا کے اندھیروں سے اس وقت میں کہ تم پکارتے ہو اس (اللہ) کو گڑگڑا کر اور چپکے سے کہ اگر تو ہم کو اس بلا سے بچا لے تو البتہ ہم ضرور احسان مانیں گے۔ آپ کہدیجئے کہ اللہ تم کو بچاتا ہے اس بلا سے (بھی) اور ہر سختی سے پھر بھی تم شرک کرتے ہو۔

پس حاصل یہ نکلا کہ جس طرح قرآن وحدیث اور فقۂ حنفی کی رو سے آنحضرت ﷺ نہ نور ہیں نہ عالم الغیب اور نہ ہی ہر جگہ حاضر وموجود اسی طرح مختار کل بھی نہیں۔ پیروں ولیوں کا

تو کہنا ہی کیا...؟ اللہ پاک کائنات کا نظام چلانے کیلیئے کسی وزیر ونائب کا محتاج نہیں اور نہ ہی اللہ تک پہنچنے کیلیئے کوئی "سیڑھی" درکار ہے۔ اسکے نظام میں نہ کوئی شریک تھا نہ ہو سکتا ہے۔ نہ اس نے کائنات میں تصرف کے چند ایک اختیارات کسی کو عطا کیئے ہیں نہ خدائی اختیارات کسی کو عطا کیئے جا سکتے ہیں کہ اس کے ارادے کا نام ہی وجود ہے، اس خدا کی قدرت وسلطنت، سطوت وشوکت ایسی ہے کہ جس چیز کو جس طرح بنانا چاہے اسے کہدیتا ہیکہ اس طرح اور ایسی ہو جاوہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔

انما آمرہ اذآ اراد شیأان یقول لہ کن فیکون o (یٰسین: آیت ۸۲)	اس کا حکم یہی ہے کہ جب کسی چیز کو کرنا چاہے تو کہتا ہے اسکو ہو جاوہ اسی وقت ہو جائے۔

فعال لما یرید o (البروج: آیت ۱۶)	کر گزرتا ہے جو چاہے

کلام پاک کی بیشمار آیات کی رو سے یہ کائنات اسکا نظام دن ورات کا بدلنا، یہاں کا سبزہ زار، کھتیاں، لہلہاتے باغات، جنگلات، آبشاریں، پہاڑ، ریگستان، دریا، سمندر، جھیلیں، ہواؤں کا نظام، بارشوں کا نظام، فرشتوں کا نظام، یہ زمین اس میں پھیلی اٹھارہ ہزار اقسام کی مخلوقات، اسکے نیچے

مدفون خزانے، لاوے، یہ آسمان اسکی لامحدود وسعتیں، اسکے نظام فلکیات میں پھیلے لاکھوں کروڑوں ستارے، سیارے، چاند، سورج الغرض دنیا اور جو کچھ بھی اسکے اندر ہے سب کچھ اللہ کے حکم اور اسکی مشیت کے تابع ہے۔ پھر خود اس انسان کی حقیقت...!! پانی کے ایک قطرے پر تصویر بنائی۔

اسے ماں کے پیٹ کی تین اندھیریوں میں رزق پہنچایا، پھر حسن تدبیر سے دنیا میں لایا گیا۔ ہر شئے سے ناواقف و نابلد حتیٰ کہ ہوائیں تک ناموافق تھیں پھر ہوش سنبھالا۔ اللہ نے قوت گویائی عطا کی، پھر قلم کے ذریعے اپنے علم سے جو چاہا اسکو سکھلایا۔ رگوں میں گرم خون نے جوش مارا، احکاماتِ الٰہیہ کا مکلف ہوا، کائنات کی ہر شئے بالواسطہ یا بلاواسطہ اسکی خدمت پر مامور نظر آئی۔ اب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب نبی ﷺ کے ذریعے اپنا پیغام (حدیث قدسی کی صورت میں) اس تک پہنچاتے ہیں۔

یا ابن اُدم لقد خلقت کل شئ من اجلک وخلقتک من اجلی۔ (اَیسر التفاسیر: ص 33)	اے اولاد آدم تحقیق میں نے تمام اشیاء تیرے لئے پیدا کیں اور تجھے اپنے (یعنی صرف اپنی عبادت) کیلئے پیدا کیا۔

اسکے مقابلے میں ایک اجمیری کاروگ سنیئے کہ خواجہ کادر ہو اور میرا سر ہو تو مزآ جائے۔(لاحولاولا قوۃ)

ایک طرف تو ہم نے قرآن وحدیث کی روشنی میں عقائد صالحہ کا احاطہ کیا ہے دوسری جانب ’’ہندوستانی دین‘‘ کی بے سروپا من گھڑت قصّہ خوانیاں ہیں فیصلہ آپ پر ہے۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ o

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ وَمُتَّبِعِیْہِ اَجْمَعِیْنَ۔